پاکستان میں مسلم فسخِ نکاح اور حقوقِ نسواں: شرعی و قانونی تجزیہ

Dissolution of Muslim Marriage and Rights of Women in Pakistan: Sharia'h and Legal Analysis

Numaira Altaf*
Bilal Hussain**
Dr. Muhammad Sarwar***

Abstract
Family is accorded profound importance in Islam and marriage is referred to as a solemn covenant. Islamic law directs the spouses to live contentedly with respect and affection for possible maximization of the matrimonial bond. It gives the Right to the dissolution of marriage to both spouses. Muslim Women have numerous remedies to protect their rights in case of harm (*darar*). Islamic injunctions denote an efficient process for it that protects the rights of spouses, children, and society at large. These instructions are the grounds of the family laws of Pakistan with some inconsistencies. Blatant violation of Islamic norms in Pakistan is due to public ignorance of Islamic values and weak implementation of laws. The paper in hand will examine the various ways and grounds of dissolution of marriage in Sharia'h and Pakistani Law. It will highlight the rights of women in Islamic and Pakistani Laws of dissolutions of marriage. This research will explore the gaps in Pakistani laws and provide recommendations for effective legislation. It will minutely result analysis of Dissolution of Muslim Marriage Act 1939 in Sharia'h and legal perspective. It will facilitate to establish of contented matrimonial life and pleased society.
Keywords: Muslim Family Laws, Marriage, Khula, Dissolution, Rights of Women

تعارف

معاشرہ کی بہتر تشکیل و تعمیر اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ خاندان کا ادارہ زوجین کی باہمی محبت و مودت اور ہم آہنگی پر مبنی ہوتا ہے اس کے لئے قرآن نے میثاقِ غلیظ (پختہ معاہدہ) کی اصطلاح استعمال کی ہیں۔ مسلم معاشرہ میں شادی اور خاندان کے ادارہ کو نہایت تقدس حاصل ہے [1] بلکہ اسے اللہ کی نشانی اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت و طریقہ قرار دیا گیا ہے۔ [2] اسلامی تعلیمات میں شادی اور خاندان کے ادارہ کا تصور مغربی تصورات سے یکسر مختلف ہے۔ اسلام شادی کے نتیجہ میں زوجین کے لئے حقوق و فرائض تسلیم کرتا ہے۔ اسلام زوجین کو شفقت و محبت کیساتھ ازدواجی زندگی کا درس دیتا ہے اور باہمی خلش و ناچاقی کی صورت میں صلح کا تدریجی طریقہ کار فراہم کرتا ہے تاکہ ہر ممکن صورت خاندان کے ادارہ کا تحفظ و بقاء ہو سکے۔ [3] باہمی صلح کی صورت نہ نکلنے پر دونوں خاندانوں کے افراد کو مصالحتی کونسل کی شکل میں رشتہِ ازدواج کے تحفظ میں کردار ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔۔ [4]

---

* Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Faisalabad.
** Research Investigator Law, Department of Law, Council of Islamic Ideology, Islamabad. Email: dlaw@cii.gov.pk
*** Associate Professor, Department of Arabic, BZU University, Multan.

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی طبیعت مختلف المزاج ہے اور ممکن ہے کہ زوجین کی ازدواجی زندگی کسی چپقلش کے باعث ناخوشگوار ہو جائے ۔اسلام نے حقوق و فرائض کی تفصیلی فہرست میں دونوں زوجین کے لئے شادی ختم کرنے کا اختیار بھی تسلیم کیا ہے۔اسلامی تعلیمات میں ازدواجی زندگی کے آغاز و اختتام ہر مرحلہ پر حقوقِ نسواں کے تحفظ کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔قرآن و سنت میں زوجین بالخصوص بیوی کی عزت واحترام کے درس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ازدواجی زندگی کے تمام مراحل میں مہر، نفقہ اور وراثت وغیرہ کی صورت میں خواتین کے معاشی و معاشرتی حقوق پر خاصی توجہ مبذول رکھی گئی ہے۔اسلامی دنیا میں فقہی ابواب بندی سے عائلی قوانین کی تدوین کے سفر میں خواتین کے حقوق کی پاسداری اولین ترجیح رہی ہے۔[5] معاشرتی، معاشی، نفسیاتی یا کسی دیگر مؤثر بنیاد پر عورت اپنے خاوند سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔اس مقالہ میں فسخِ نکاح کی تعریف و مفہوم، اسباب و محرکات اور دیگر اصطلاحاتی فروق پر بحث کی جائے گی۔ پاکستان میں مسلم فسخِ نکاح کے مروجہ قوانین اور حقوقِ نسواں کے تحفظ کا جائزہ لیا جائے گا۔ پاکستانی فسخِ نکاح کے مروجہ قوانین میں سقم کی نشاندہی کی جائے گی۔ مسلم تنسیخِ نکاح اور حقوقِ نسواں کے مؤثر تحفظ کے تناظر میں مزید قانون سازی کے نکات کو اجاگر کیا جائے گا۔

نوعِ انسانی کو دو صنفوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان کے مابین باہمی ربط و تعلق کی نوعیت اور دائرہ کار کیا ہونا چاہیئے ان کے حقوق و فرائض کا تعین معاشرتی امن و ترقی اور خوشحالی کے لئے ناگزیر ہے۔اسلام نے اس نازک مسئلہ کے حل کے لئے نہایت معتدل و متوازن نظام متعارف کروایا ہے جس میں ہر صنف کے حقوق و ذمہ داریوں کا مفصل تعین کیا گیا ہے۔نکاح و طلاق کے احکامات کی تفصیل میں عورت و مرد کی رضامندی اور اختیار کو مساوی اہمیت حاصل ہے۔اگر کسی بھی وجہ سے خاوند اور بیوی میں نباہ کرنا مشکل ہو جائے تو مرد کو موزوں طریقہ سے طلاق کا اختیار دیا گیا ہے اسی طرح عورت کے لئے خلع کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر میں بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں ماضی کے مقابلے میں طلاق کی شرح بہت زیادہ ہو چکی ہے اسی تناسب سے "عدالتی فسخِ نکاح" کی شرح میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جسے عرفِ عام میں ''خلع'' کہا جاتا ہے حالانکہ یہ شرعی خلع نہیں ہے۔ خلع یہ ہے کہ زوجین جب اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی قائم نہیں رکھ سکیں گے اور شوہر طلاق دینے پر آمادہ نہیں تو بیوی نے نکاح کے موقع پر جو حق مہر لیا وہ شوہر کو واپس کر دے اور شوہر اس کے عوض اسے طلاق دے دے اور اس کا حکم طلاق بائن کا ہے۔ علاوہ ازیں خلع کا نفاذ قاضی کے حکم سے نہیں بلکہ زوجین کی رضامندی سے ہوتا ہے۔ زوجین کی علیحدگی کا ایک طریقہ فسخ نکاح کا ہے یہ خاوند کے الفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے اس میں خاوند کی رضامندی و اختیار وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے کہ طلاق مکمل طور پر مرد کا اختیار ہے ماسوائے اس کے کہ وہ یہ حق تفویض کر دے لہذا ممکن ہے خاوند عورت کو طلاق نہ دے اور حسنِ سلوک سے ازدواجی زندگی میں بھی نہ رکھ رہا ہو تو ایسی صورت میں اسلام نے بیوی کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ خلع کا راستہ دیا ہے۔ البتہ امکان ہے کہ کسی بناء پر یہ طریقہ کارگر نہ ہو سکتا ہو تو سلام نے زوجین کی علیحدگی کا ایک طریقہ فسخ متعارف کروایا ہے۔

فسخ کی تعریف و مفہوم:-

پاکستانی قوانین میں فسخ کی تعریف کی صراحت موجود نہیں ہے جب کہ اسلامی قانون میں اس پر باقاعدہ ابواب بندی کی گئی ہے۔ فسخ کے معنی و مفہوم کو جانے بغیر اس کے حکم اور دیگر مماثل اصطلاحات سے تمثیل و تفریق کے نکات واضح نہیں ہو سکتے لہذا اس کی تعریف و مفہوم یہ ہے:

لغوی معنی:- فسخ کا استعمال متعدد لغوی معانی میں ہوا ہے جن میں سے مشہور یہ ہیں:

نقض: تقول فسخ الشيئ يفسخه فسخا فا نفسخ اى : نقضه فانتقض تقول فسخت البيع بين البيعين والنكاح فانفسخ البيع والنكاح اى نقضته فانتقض-[6]

کسی چیز فسخ کرنے سے مراد اس کو توڑنا ہے جیسے کوئی کہے کہ میں نے بیع اور نکاح کو فسخ کر دیا ہے یعنی توڑ دیا ہے.

تفریق: فسخت الشيئ فرقته فالفسخ هو التفريق[7]

میں نے کسی چیز کے ٹکرے ٹکرے کر دیئے.

فسخ مذکورہ تمام معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اصطلاحی معنی کے زیادہ قریب ہے وہ رفع والنقض (ختم کرنا اور توڑنا) ہے۔[8]

اصطلاحی معنی:- فقہاء نے فسخ کی اصطلاحی تعریفات مختلف اعتبار سے کی ہیں۔

امام کسانی نے فسخ کی تعریف یوں کی ہے

رفع عقد الزواج من اصله وجعله كان لم يكن[9]

شادی کے عقد کو ایسے اٹھا دینا جیسے وہ عقد ہوا ہی نہیں تھا.

امام سیوطی نے فسخ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے

رفع العقد من اصله"[10]

عقد کو اپنے اصل سے ختم کر دینا.

اسی طرح مالکیہ اور شافعیہ نے فسخ کی تعریف پر لکھا ہے

الفسخ بأنه: رفع العقد من الأصل[11]

فسخ کا معنی ہے عقد کا اصل سے ختم کر دینا ہے۔

ابن نجیم نے اپنی کتاب "الاشباہ والنظائر" میں لکھا ہے

يجعل العقد كان لم يكن في المستقبل لا فيما مضي[12]

عقد کو مستقبل میں یوں بنا دینا کہ وہ ماضی میں تھا ہی نہیں۔

صاحبِ معجم لغۃ الفقہاء نے لکھا ہے

"رفع العقد بارداة من له حق الرفع، وازالة جميع آثاره"[13]

عقد کا ختم کر دینا جس کا اس میں حق تھا اس طرح کہ اس کے تمام آثار زائل ہو جائیں۔

امام جرجانی نے "التعریفات الفقہیۃ" میں لکھا ہے

"الفسخ شرعا: رفع العقد علي وصف كان قبله بلا زيادة و نقصان"[14]

عقد کو کسی بغیر کسی زیادتی اور نقصان کے اس طرح ختم کر دینا کہ جیسے وہ پہلے تھا۔

مختصر یہ کہ فسخ کی تمام تعریفات عقد کے اختتام پر متفق ہیں اب یہ اختتام دو طرح سے ہو سکتا ہے ؛

i کسی سبب کے متصل ہونے کی صورت میں جیسے خیارِ بلوغت وغیرہ

ii کوئی سبب پیدا ہو جائے یا عقد کے جاری رکھنے سے کوئی مانع آجائے جیسے حرمتِ مصاہرت میں فسخ وغیرہ۔

فسخ اور اس کی مماثل و مفارق اصطلاحات کی تصریح ناگزیر ہے تاکہ ان کے احکام اور متعلقات کی وضاحت ہو سکے۔

طلاق، خلع اور فسخ:-

فقہاء کے نزدیک طلاق، خلع اور فسخِ نکاح میں کئی اعتبارات سے فروق پائے جاتے ہیں اور ان کے حکم و اطلاق اور اثرات میں بھی فرق ہے لیکن پاکستان کے مروجہ قوانین اور عدالتی نظام میں اختلاط ہے۔

1. **فسخ اور طلاق:-**[15]

مندرجہ ذیل اعتبارات سے فسخ اور طلاق کے مابین نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ بادی النظر میں دونوں کا نتیجہ زوجین میں تفریق ہی ہے لیکن چند ایک مفارق بھی موجود ہیں جیسا کہ ؛

حق:- فسخ حاکم کا حق ہے جب کہ طلاق خاوند کا حق ہے۔

تعدد:- فسخ میں تعدد کا اعتبار نہیں جب کہ طلاق میں عدد کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح فسخ نکاح میں مرد جن طلاقوں کی تعداد کا مالک ہے اسے شمار نہیں کیا جاتا۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

"فسخ نکاح اور طلاق میں فرق یہ ہے کہ اگرچہ ہر ایک سے خاوند اور بیوی میں علیحدگی اور تفریق ہو جاتی ہے : فسخ یہ ہے کہ جب اس کے بعد خاوند اور بیوی دوبارہ نکاح کریں تو وہ پہلی عصمت پر ہیں اور عورت اپنے خاوند کے پاس تین طلاق پر ہو گی) یعنی خاوند کو تین طلاق کا حق ہو گا) اور اگر اس نے فسخ نکاح سے قبل طلاق دی اور رجوع کر لیا تو اس کے پاس دو طلاقیں ہوں گی"[16]

رضا و اختیار:- طلاق صرف خاوند کے الفاظ اور اس کے اختیار و رضا سے ہوتی ہے، لیکن فسخ نکاح خاوند کے الفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے اور اس میں خاوند کی رضا اور اختیار کی شرط نہیں.

اسباب:- طلاق کے کئی ایک اسباب ہیں اور بعض اوقات بغیر کسی سبب کے بھی ہو سکتی ہے بلکہ طلاق تو صرف خاوند کا اپنی بیوی کو چھوڑنے کی رغبت سے ہو گی لیکن فسخ نکاح کے لیے سبب کا ہونا ضروری ہے جو فسخ کو واجب یا مباح کرے۔

دیگر:- حق مہر، رجعت اور دیگر کئی مفارق موجود ہیں جیسا کہ دخول سے قبل فسخ نکاح عورت کے لیے کوئی مہر واجب نہیں کرتا، لیکن دخول سے قبل طلاق میں مقرر کردہ مہر کا نصف مہر واجب ہوتا ہے۔[17] خاوند اور بیوی میں طلاق اور فسخ نکاح کے ذریعہ علیحدگی ہوتی ہے. خاوند کی جانب سے ازدواجی تعلق کو ختم کرنا طلاق کہلاتا ہے، اور اس کے کچھ مخصوص اور معروف الفاظ ہیں. جب کہ فسخ نکاح کا معنی عقد نکاح کو توڑنا اور ازدواجی ارتباط کو بالکل اصلاً ختم کرنا ہے اور یہ قاضی یا شرعی حکم کے ذریعہ ہو گا.

2. فسخ و خلع:-

خلع اور فسخ میں بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے لیکن کئی ایک مفارق بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ خلع عورت کا حق ہے بعض کے نزدیک یہ فسخ کی ایک قسم ہے جب کہ دیگر نے طلاق کی نوع قرار دیا ہے۔ حنفیہ، مالکی اور شافعیہ کے نزدیک خلع طلاق ہے. فسخ کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے[18]. حنابلہ کہتے ہیں خلع فسخ کی نوع ہے اس کا طلاق سے کوئی ربط نہیں ہے۔[19] تعجب طلب بات یہ ہے کہ اصحابِ قانون کے نزدیک دونوں میں فسخ اور خلع میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاتی ہے۔[20].

اسلامی تعلیمات اور فسخ نکاح کے مقدمات:-

بلاشبہ زوجین کو محبت و مودت اور شفقت بھرے ماحول میں زندگی گزارنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی ادائیگی اور اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دی گئی ہے لیکن گھر میں کبھی تلخی ہو جائے تو تدریجی اصلاح کا ایک مفصل نظام متعارف کروایا گیا ہے تاکہ گھر کی بات کوئی تیسرا نہ سنے۔ ارشاد باری تعالی ہے

واللاتي تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا[21]

اور جن خواتین کے بارے نافرمانی کو خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو، (نہ مانیں تو) ان سے بستر علیحدہ کر لو، (پھر بھی نہ مانیں تو)، ان سے ناراضگی والا رویہ اختیار کرو، لیکن اگر وہ مان کر راہِ راست پر آجائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی حیلہ و بہانہ نہ تلاش کرو۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں چار نکاتی فارمولہ دیا گیا ہے اگر اسے ابتدائی مرحلہ پر ہی اختیار کر لیا جائے تو عائلی زندگی میں ناخوشگواری کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ جب حالات کی سنگینی صلح کی طرف مائل نہ ہونے دے تو پھر دونوں خاندانوں کے معزز صلح جو افراد پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا

وإن خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من أهله وحكما من أهلها إن يردا إصلاحاً يوفق الله بينهما[22]

اور اگر تمہیں ناچاقی کا خوف ہو تو دونوں زوجین کے خاندانوں کے افراد باہم مل بیٹھیں اگر وہ صلح کے خواہاں ہوئے تو اللہ توفیق پیدا فرمادے گا۔

مذکورہ بالامروجہ عدالتی رویہ احناف سمیت جمہور فقہاء کی آراء سے بھی متضاد ہے کیوں کہ خلع کا معاملہ مالی نوعیت بھی رکھتا ہے لہذا زوجین کی رضا کے بغیر عقد منعقد نہیں ہوگا دیگر عقدوں کی طرح پس عدالت خاوند کے حق میں بغیر اجازت تصرف نہیں کرسکتی ہے۔اسلامی تعلیمات پر مبنی نظام عائلی مقدمات کا سہل تصفیہ پیش کرتا ہے بلکہ خواتین کے مساوی حقوق کا ضامن بھی ہے۔

فسخِ نکاح اور اسباب:-

پاکستانی قوانین میں فسخ کی تعریف و مفہوم کی صراحت مفقود ہے لیکن چند ایک اسباب کا اجمالی ذکر موجود ہے۔عائلی قوانین میں فسخِ نکاح پر قانون انفساخ مسلم ازدواج 1939ء سے موسوم ایک مختصر لیکن مبہم دستاویز موجود ہے۔ مغربی پاکستان فیملی کورٹ ایکٹ 1964 کی دفعہ 5 عائلی عدالتوں کو فسخِ نکاح کا اختیار دیتی ہے۔ خواتین کے حقوق کے تحفظ اور جلد انصاف فراہمی کے پیش نظر مغربی پاکستان فیملی کورٹ رولز 1961 کی دفعہ 6 کے تحت قرار پایا کہ فسخِ نکاح کے مقدمات ان عدالتوں میں دائر کئے جائیں جن عدالتوں کی جغرافیائی حدود میں بیوی کی رہائش ہو۔ یہ دفعہ حقوقِ نسواں کے تحفظ اور فراہمی کی حامل دفعہ ہے۔ قانون انفساخ مسلم ازدواج 1939ء کی دفعہ 2 کے تحت مذکور تقریباً آٹھ سے زائد اسباب کی بنیاد پر خواتین فسخِ نکاح کرا سکتی ہیں۔ مذکورہ اسباب کی بناء پر دائر شدہ مقدمہ میں فسخ کے لئے عدالت خاوند کی رضامندی واختیار سے صرفِ نظر کرتے ہوئے محض بیوی کا دعوی کرنا ہی کافی قرار دیتی ہے۔اسباب کی تفصیل یہ ہے :

1۔مفقودالخبر (Missing Person)

پاکستانی قانون انفساخ مسلم ازدواج 1939ء میں فسخِ نکاح کا پہلا سبب خاوند کا مفقود ہونا ہے۔ جیسا کہ تصریح ہے

That "the whereabouts of the husband have not been known for a period of four years."[23]

مفقودالخبر وہ شخص ہوتا ہے جس کے بارے کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور نہ ہی اس سے رابطہ واتصال کی کوئی صورت ممکن ہو۔ جب خاوند چار سال سے زائد مدت تک غائب ہو تو بیوی عدالت سے فسخِ نکاح کے لئے رجوع کرسکتی ہے۔ حنفیہ وظاہریہ کے ہاں خاوند کے غیاب کی صورت میں حقِ فسخ نہیں ہے[24] جب کہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے تناظر میں مالکی مذہب کی رائے کو اختیار کرتے ہوئے چار سال کی مدت کے بعد حقِ فسخ تسلیم کیا گیا ہے۔[25] یہ سبب شرعاً و قانوناً ہر پہلو سے درست اور خواتین کے حقوق کے تحفظ کا ضامن ہے۔

2۔نفقۂ زوجہ کی عدم ادائیگی (Maintenance)

فسخِ نکاح کا دوسرا سبب یہ ہے

That "the husband has neglected or has filed to provide for her maintenance for a period of two years." [26]

زوجہ کے نفقہ میں اس کا کھانا، رہائش اور بنیادی ضروریات شامل ہیں۔ یہ خاوند کا بنیادی فریضہ ہے[27] اور جب خاوند کسی معقول عذر کے بغیر ادائیگی نہ کرے تو بیوی حقِ فسخ کا استعمال کرسکتی ہے۔ اگرچہ جمہور فقہاء (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ حنابلہ ظاہریہ اور امامیہ)[28] نفقہ کی عدم ادائیگی پر

فسخ کے قائل نہیں ہیں۔[29] ڈاکٹر تنزیل الرحمن مذکورہ دفعہ میں اس دو سالہ مدت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ مدت صرف چھ ماہ ہونی چاہیئے تاکہ خواتین کو جلد انصاف فراہم ہو سکے۔[30] یہ دفعہ شرعا و قانونا درست ہے لیکن ڈاکٹر تنزیل الرحمن کی رائے کے مطابق جزوی ترمیم حقوقِ نسواں کی مزید فراہمی و تحفظ یقینی ممکن ہو گی۔

3۔تعدد ازواج (Polygamy)

بیوی فسخِ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے جب درج ذیل سبب پایا جائے

That “the husband has taken an additional wife in contravention of the provisions of the Muslim Family Laws Ordinance1961.”[31]

مسلم عائلی قوانین 1961ء نے پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کو بھی فسخِ نکاح کے اسباب میں شامل قرار دیا ہے۔ایسی صورت میں پہلی بیوی فسخِ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔مذکورہ بالا سبب غیر شرعی ہے اور پہلی بیوی کی اجازت کی قید فاسد ہے۔اس پر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش بھی ہے لیکن صد افسوس کہ پاکستانی قانون ساز اسمبلی نے تاحال عائلی قوانین میں جزوی ترمیم نہیں کی ہے۔

4۔سزائے قید (Imprisonment)

فسخِ نکاح کا چوتھا سبب یہ ہے

That “the husband has been sentenced to imprisonment for a period of seven years or upwards.”[32]

پاکستانی قانون کی رو سے جب خاوند کو سات سال یا زائد عرصہ تک سزائے قید ہو جائے تو بیوی فسخِ نکاح کا حق رکھتی ہے کیوں کہ خاوند حقوقِ زوجہ ادا کرنے سے قاصر ہے اور بیوی کو مشکل اور دقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔یہ سبب بادی النظر میں مؤثر ہے لیکن دورِ جدید میں جیل خانہ جات میں اصلاحات اور زوجین کی ملاقات کا مناسب انتظام و انتصرام کیا جا سکتا ہے۔

5۔حقوقِ زوجیت کی عدم ادائیگی (Conjugal Rights)

پاکستانی قانون برائے انفساخ مسلم ازدواج 1939ء کے مطابق فسخِ نکاح کا پانچواں سبب یہ ہے

That “the husband has failed to perform, without reasonable cause, his marital obligations for a period of three years.”[33]

جب خاوند بغیر کسی معقول عذر کے تین سال تک حقوقِ زوجیت ادا نہ کرے تو بیوی فسخِ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔فسخِ نکاح کے لئے یہ سبب مؤثر بنیاد فراہم کرتا ہے۔

6۔عنین (Impotence)

مسلم انفساخِ ازدواج کا چھٹا سبب یہ ہے

That “the husband was impotent at the time of the marriage and continues to be so.”[34]

عنین سے مراد یہ ہے کہ خاوند جماع و مباشرت پر قدرت نہ رکھتا ہو اور ازدواجی تعلقات سے دائمی قاصر ہو تو بیوی فسخِ نکاح کا حق رکھتی ہے۔

یہ سبب بھی تنسیخِ نکاح کی مؤثر بنیاد کا حامل ہے۔

7۔ مرض (Illness)

پاکستانی مروجہ قانون انفساخ مسلم 1939ء میں ساتواں سبب یہ درج ہے

That “the husband has been insane for a period of two years or is suffering from leprosy or a virulent venereal disease.”[35]

خاوند دو سال یا زائد عرصہ سے کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو کہ ازدواجی حقوق کی ادائیگی معطل رکھے جیسے جنون، جزام عضو تناسل وغیرہ میں مسئلہ تو ایسی تمام صورتوں میں بیوی فسخ کا حق استعمال کر سکتی ہے۔

8۔ کم عمری کی شادی (Child Marriage)

فسخِ نکاح کا آٹھواں سبب یہ ہے

That “she, having been given in marriage by her father or other guardian before she attained the age of sixteen years, repudiated the marriage before attaining the age of eighteen years.”[36]

کم عمری کی شادی سے مراد یہ ہے کہ لڑکی کا والد یا سرپرست اس کی بلوغت سے قبل 16 سال کی عمر میں خلافِ قانون شادی کر دے جو کہ 18 سال کی عمر ہے تو بیوی اس حالت میں فسخِ نکاح کا حق رکھتی ہے۔شادی کے لئے عمر کی تحدید شریعت کے مخالف گردانی گئی ہے بلکہ شرعاً تو بچہ کا بھی نکاح جائز ہے اور شریعت میں جسمانی بلوغت دیکھی جاتی ہے نہ کہ عمر البتہ مباشرت کے لئے ذہنی و جسمانی پختگی ضروری ہے۔اس دفعہ کے اثرات خیارِ بلوغ اور جبری ولایت وغیرہ پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

فسخِ نکاح اور حقوقِ نسواں:-

پاکستانی قانون انفساخ مسلم ازدواج 1939ء اور مروجہ عدالتی تعبیرات حقوقِ نسواں کے تحفظ کی بجائے شرحِ طلاق میں اضافہ اور عائلی ادارہ خاندان کی تباہی کا سبب بن رہے ہیں۔مذکورہ قانون نہایت مبہم دفعات رکھتا ہے جس سے عام آدمی تو درکنار وکیل اور جج بھی اختلاط کی غلطی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔طلاق، خلع اور فسخ سب کا نتیجہ تفریق ہی نکلتا ہے لیکن متعلقہ عورت کے خاوند پر حقوق مختلف نوعیت سے منتج ہوتے ہیں۔مذکورہ اصطلاحات حق مہر، حقِ نفقہ، عدت اور رجوع وغیرہ میں منفرد حکم رکھتی ہیں جیسا کہ خلع کو فسخ سے خلط کر دینے سے جہاں مرد کی رضا و اختیار کے حق کو سلب کیا جاتا ہے وہاں عورت کے بھی مہر، نفقہ و عدت جیسے حقوق کا استحصال ہوتا ہے۔مذکورہ قانونی طریقہ کار میں بیوی پر خاوند یا اس کے خاندان کے ازدواجی تشدد، نامناسب سلوک اور عدم نفقہ وغیرہ کو ثابت کرنا لازم ہے جو کہ چار دیواری کی وجہ سے مشکل ہوتا ہے نتیجۃً اکثر خواتین اپنے حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔عائلی عدالتوں کا قانون 1964ء کی دفعہ 10 کی ذیلی دفعہ 4 میں 2002ء میں ایک ترمیم کی گئی جس میں زوجین کی صلح نہ ہونے کی صورت میں فوراً حق مہر کی ادائیگی کیساتھ جلد تفریق کی ہدایت کی گئی۔بادی النظر میں مذکورہ دفعہ سے خواتین کے حقوق کا تحفظ ہوا لیکن تعجب ہے کہ خلع کا بطور متبادل حق اجراء کیا جاتا ہے۔قانون انفساخ مسلم

ازدواج 1939ء کے اسباب کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کی بجائے خلع پر مبنی فیصلہ کو ترجیح دیتی ہیں۔[37]

عائلی عدالتیں عموماً شرعی حدود و قیود کی رعایت ملحوظِ خاطر نہیں رکھتیں اور صرف قانونی تقاضوں کو پیش نظر رکھتی ہیں بلکہ ضابطہ کار (procedural law) میں دی گئی سہولت کے تحت چیمبر میں ہی بیٹھ کر نکاح کو فسخ (dissolve) کر دیا جاتا ہے۔ امرِ محال یہ ہے کہ جس تیز رفتاری سے حکومت جدید روشن خیالی (enlightened moderation) اور آزاد خیالی (Liberalism) لانا چاہتی ہے ہمارا معاشرہ اسے قبول نہیں کر رہا۔ نتیجتاً لوگ عدالت سے فسخ نکاح کی ڈگری (decree) لے کر دار الافتاء کا رخ کرتے ہیں کہ یہ شریعت کے مطابقت میں ہے یا نہیں اور پھر مفتی کے لئے ہر فیصلے کی تائید و توثیق دشوار ہوتی ہے۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ معاشرتی اخلاقی اقدار (Social ethical values) اور معاشرتی مزاحمت (social resistance) کی بھی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ بیشتر مقدمات میں مجرد دعویٰ ثبوت کافی گردانا جاتا ہے چہ جائیکہ مدعی سے اس کے دعوے کے حق میں ثبوت مانگا جائے اور مدعی علیہ (Respondent) کو اپنی صفائی اور وضاحت کا موقع دیا جائے تاکہ اعتراف وانکار واضح ہو سکے۔[38] مروجہ نظام میں مدعی علیہ نہ تو اصالتاً (personally) عدالت میں حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی وکالتاً (through attorney) اس کو عدالت کی جانب سے رسمی طور پر طلبی کا نوٹس (summon) بھیج دیا جاتا ہے۔ بیلف (عدالتی کارندہ) فرضی وصولی یا اخبارات میں اشتہار اطلاع عام دے کر یکطرفہ فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ عدالت کو اختیارات مملکت اور سربراہ مملکت کی طرف سے حاصل ہوتے ہے لہذا لازم ہے کہ وہ حکومتی مشینری کو پابند بنائے کہ وہ مدعی علیہ کو عدالت میں پیش کرے کیونکہ یہ محض دادرسی اور حق طلبی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ حلال و حرام کا بھی مسئلہ ہے۔ عدالت کو فسخ نکاح (Dissolution) اور خلع کے معاملات علیحدہ تناظر میں دیکھنے چاہئیے اور فسخِ نکاح کے مقدمہ میں معقول اسباب و محرکات پر توجہ مبذول رکھنی چاہئیے۔ چند ایک عدالتی فیصلہ جات:

1۔ مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی سبب کے پائے جانے پر پاکستانی عدالتیں بغیر خاوند کی رضا واجازت کے محض خلع کے دعوی پر تفریق کر دیتے ہیں۔ عدالتیں حنفی رائے پر عمل کرتے ہوئے خاوند کی رضامندی فسخِ نکاح کے لئے ضروری قرار دیتی تھیں جیسا کہ مقدمہ "عمر بی بی بنام محمد دین" میں خلع میں خاوند کی رضامندی کا اصول طے کیا گیا۔[39]

2۔ مقدمہ "بلقیس فاطمہ بنام قریشی" میں طے پایا کہ زوجین میں تفریق حق مہر کی واپسی کے بعد قرار پائے گا اگرچہ خاوند راضی نہ ہو۔ اس فیصلہ کی بنیاد اس آیت کریمہ پر رکھی گئی تھی۔

(فإنْ خفتم أن لا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به)[40]

اس فیصلہ میں عدالت نے حنفی موقف سے انحراف کیا ہے۔[41]

3۔ عدالتِ عالیہ لاہور نے بھی مقدمہ "خورشید بی بی بنام محمد امین" میں قرار دیا کہ خلع میں خاوند کی رضامندی کی حاجت نہیں ہے۔[42]

4۔ عدالتِ عالیہ لاہور نے "سعیدہ خانم بنام محمد سمیع" مقدمہ میں کہا کہ خلع میں شوہر کی رضامندی ضروری امر ہے اور صرف اختلافِ مزاج

اور ناپسندیدگی کی بناء پر عدالت فسخِ نکاح کا حکم جاری نہیں کرسکتی۔[43] سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ خلع فریقین کی باہمی رضامندی کا معاملہ ہے کوئی فریق دوسرے کو مجبور نہیں کرسکتا۔[44]

نتیجۃً پاکستانی قانون اور عدالتی نظام فسخِ نکاح کے بارے نہایت ابہام کا شکار ہے۔ مبہم دفعات اور مشکوک عدالتی رویہ سے دن بدن خواتین کو حقوق کی فراہمی سست اور استحصال کا اندیشہ بڑھ رہا ہے۔

نتائج و سفارشات:-

اسلام نے سب سے پہلے عورت کو بطور صنفِ نوع انسانی تسلیم کروایا۔ مرد اور عورت کو حقوق و فرائض کی لڑی میں پروتے ہوئے انسانی مساوات کی عملی مثال پیش کی۔ مسلم معاشرہ میں کمزور افراد کے حقوق کا تحفظ کا ایک مضبوط نظام متعارف کرویا اور حقوقِ نسواں پر خصوصی توجہ مبذول رکھی گئی ہے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی شادی و تفریق میں آزادانہ ماحول کی فراہمی یقینی بنائی گئی ہے۔ پاکستانی مروجہ قانون انفساخ مسلم ازدواج 1939ء میں عورت کو مرد سے علیحدگی کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس قانون میں شریعت کے عائلی مقدمات میں اصلاحی نظام سے پہلو تہی برتی گئی ہے۔ اسی طرح اس قانون میں مذکورہ اسباب بظاہر شرعی و قانونی طور پر درست ہیں لیکن کئی ایک تحفظات کا محور بھی ہیں ۔مذکورہ قانون میں ابہام اور تحفظات کی بناء پر عدالتیں خلع، طلاق اور فسخ جیسے نازک معاملات میں فرق ملحوظِ خاطر نہیں رکھتیں جس سے خواتین کے تحفظ کی بجائے حقوق کا ضیاع اور استحصال ہوتا ہے۔ فسخِ نکاح کی بابت چند ایک نکات کی نشاندہی ناگزیر ہے ۃ

1. عورت کے لئے حقِ خلع اور فسخِ نکاح کا مکمل نظام متعارف ہے لیکن اس کے ہر مطالبہ پر اسے یہ حق حاصل نہیں ہے۔
2. مذکورہ پاکستانی قانون میں فسخِ نکاح کے محدود اسباب مذکور ہیں لہذا عائلی مقدمات عدالتوں کی تشریحات کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔
3. معاشرتی و سماجی احوال میں تغیر اور تحفظِ حقوقِ نسواں کے تناظر میں فسخِ اسباب کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔
4. عائلی زندگی کے دوام اور مستحکم قوام کی خاطر فسخ کے متحقق و مضبوط اور مفصل نظام ناگزیر ہے جیسا کہ معمولی اسباب کو بنیاد بنا کر تنسیخ نکاح کا فیصلہ کرتی رہی تو معاشرتی شیرازہ بندی ختم ہو جائے گی اور عائلی زندگی تباہ ہو جائے گی جب وہ عدالت میں حاضر نہیں ہوتا تو یکطرفہ فیصلہ سنا دیا جاتا ہے جبکہ اس بات کی تحقیق ہونی چاہیئے کہ عورت کا دعوی کہاں تک درست ہے۔
5. تحفظِ حقوقِ نسواں کی ضامن اسلامی ہدایات پر مبنی قانون سازی کی جائے جس میں طلاق، خلع اور فسخ جیسی اصطلاحات کا مفصل اطلاق مندرج ہو۔
6. عائلی مقدمات کی عدالتوں کے ججز کی اسلامی فہم پر مبنی خصوصی ٹریننگ ناگزیر ہے کیوں کہ شرعا ہر ایک اصطلاح کے اثرات و نتائج مختلف ہیں۔
7. مذکورہ قانون میں فسخِ نکاح کے اسباب شریعت کی مطابقت رکھتے ہیں لیکن دو اسباب میں تحفظات اجاگر کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ
   i. تعدد ازدواج کی صورت میں حقِ فسخ دینا ہر گز درست نہیں ہے۔

ii شادی کے لئے عمر کی تحدید اور فسخِ نکاح والی دفعہ بھی نظر ثانی کی محتاج ہے۔

iii فسخِ نکاح کے اسباب میں خاوند کا مفقود الخبر یا غائب ہونا کی تصریح معدوم ہے جیسا کہ اس کی مدت کی ابتداء وانتہاء وغیرہ کے امور مندرج نہیں ہیں۔

7۔ عائلی عدالتوں کے مذکورہ بالا عجلت آمیز رویہ سے خواتین کے حقوق متاثر ہوتے ہیں جب کہ اسلامی تصورِ قانون عائلی مقدمات میں زوجین کو مصالحت کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے جس میں بیوی کو خاوند کا مساوی فریق تسلیم کیا جانا لازمی امر ہے۔ فسخ نکاح (Dissolution of marriage) کو آخری اور ناگزیر امکانی صورت کے طور پر اختیار کریں۔

8۔ اگرچہ شریعت نے میں زوجین میں تفریق کی گنجائش رکھی ہے لیکن اللہ تعالی کے نزدیک تمام حلال امور میں یہ سب سے زیادہ غضب کا باعث یہی امر ہے لہذا عائلی مقدمات میں اولین ترجیح مصالحت ہو پھر شوہر کی رضاکارانہ طلاق یا خلع پر آمادگی ہو۔

8۔ خاوند کی طرح بیوی بھی خاندان کے ادارہ کا تحفظ چاہتی ہے لہذا مصالحتی کوشش و مواقع کی فراہمی اس کا حق ہے جو مروجہ عدالتی نظام میں کماحقہ میسر نہیں ہے۔

9۔ عدالتیں فسخ کے مقدمات میں خلع پر مبنی متبادل فیصلہ صادر کرنے کی بجائے فسخ کا فیصلہ جاری کریں۔

10۔ بیوی پر خاوند یا اس کے خاندان کے ازدواجی تشدد، نامناسب سلوک اور عدم نفقہ وغیرہ کے شواہد و ثبوت کا معیار مقرر کیا جائے۔

References / حوالہ جات

---

[1] القرآن، 30:21

Al-Qur'an, 21:30

[2] ایضا، 13:38

Ibid.38:13

[3] ایضا، 4:34

Ibid.34:4

[4] ایضا، 4:35

Ibid.35:4

[5] قرار حقوق العائلہ فی ا لنکاح المدنی والطلاق 1917، (دار ابن حزم: بیروت، 2004ء) 495-550

Qarar Huquq Al-Aiyla fi Al-Nikah Al-Madni wa Al-Talaq 1917,(Dar Ibn e Hazm : Beirut, 2004),495-550

[6] ابن منظور جمال الدین، لسان العرب (دار المعارف: بیروت، 2010ء)، ج3، ص3032

Ibn Manzur. Jamal al-Din, Lisan Al-'Arab, (*Dar Kotob Ilmiyah:* Beirut, 2010), v.3, p. 3032

[7] الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت: لبنان، ن-د)، ص318

Al-Fayruzabadi , Muhammad ibn Yaqub, AL-Qamoos ul-Muheet, (Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut,2003),318

8 الزَّبيدي، محمد بن محمّد بن عبد الرزّاق، تاج العروس من جواهر القاموس، (دار الصدر: بیروت، 2011) ج۷، ص۳۱۹

Al-Zabidi , Muhammad Bin Muhammad Bin Abdul razzaq, *Taj* al '*uroos min jawahir* al *Qamoos,* (Dar Sader: Beirut 2011), v.7, p.319

9 کسانی، علاء الدین، أبو بكر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع، (دار الكتب العلمية: بیروت، ۱۳۲۷ھ)، ج۲، ص۳۳۶

Kāsānī, Abū Bakr ibn Mas'ūd, Badā'i' Al-ṣanā'i' (Sharikat al-Maṭbū'āt al-'Ilmīyah:cairo,1910),v.2, p.334

10 سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین، الاشباہ والنظائر فی فقہ الشافعی، (دار الکتاب العلمیہ: لاہور)، ج۲، ص۵۶

Suyuti, Al-Ashbah wa'l-Nazai'r fi Fiqh al-Shafiyah,(Dar ul Kutub Al-Ilmiyah : Lahore), v.2, p.56

11 - سید سابق، فقہ السنۃ، (دار الفتح: القاھرۃ)، ص128

Syed Sabiq, Fiqh ul Sunnah, (Dar ul Fateh, : Cairo), p.128

12 ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، (دار الكتب العلمية: بیروت)، ص338۔

Ibn e Najeem, Zain ul Din bin Ibrahim bin Muhammad, Al-Ashbah wa'l-Nazai'r, (Dar ul Kutub Al-Ilmiyah : Beruit), p. 338

13 قلعجي، محمد رواس، معجم لغة الفقهاء، (دار النفائس: اردن)، ص345۔

Qalaji, Mu'jam Lughat al-Fuqaha, (Dar ul Nafais : Jordan), p.345

14 الجرجاني، عبد القاهر بن عبد الرحمن، التعريفات الفقهية، (دار الكتب العلمية: بیروت) ص164۔

Al-Jurjānī, Abd al-Qāhir ibn 'Abd ar-Raḥmān, Al-Ta'arefat Al-Fiqhya, (Dar ul Kutub Al-Ilmiyah : Beruit), p.164

15 ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار، (دار الفکر: بیروت)، ج3، ص190

Ibn 'Abidin , Muḥammad Amīn b. ʿUmar b. ʿAbd al-ʿAzīz, *Radd al-*Muhtār '*ala al-Durr al-Mukhtār*,(Dar-ul-Fikr: Beirut),v.3, p.190

16 ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستذکار، (دار قتیبۃ: دمشق) ج۶، ص۱۸۱

Ibn `Abd al-Barr , Yûsuf ibn `Abd Allâh , Al-Istizkar, (Dar e Qutaiba : Damascus), v.6, p.181

17 د۔وحبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (دار الفکر: دمشق)، ج۹، ص۲۶۹-۲۷۳

Al-Zuhayli, Mustafa , al-Fiqh al-Islami wa adillatuhu, (Dar ul Fikr : Damishq), v.9, p.269-273

18 القدوری، أحمد بن محمد، مختصر القدوري في الفقه الحنفي، (دار الکتب العلمیہ: بیروت ۱۹۹۷) ص۱۶۳

Alqadoori, Ahmad bin Muhammad, Mukhtaṣar al-Qudûrî, (Dar-ul-kutub Al-Ilmiyyah: Beirut) p.163

19 الماوردي، علي بن محمد، الحاوي الكبير، (دار الكتب العلمية: قاھرۃ)، ج10، ص10

Al-Mawardi, Ali bin Muhammad, Al-Hawi al-Kabir, (Dar-ul-kutub Al-Ilmiyyah : Cairo) v.10, p.10

20 الموسوعۃ الفقھیۃ، (دار السلاسل: الکویت) ج19، ص237

Al-Mosuat ul-fiqhiyyah, (Dar-ul-slasil : Kuwait) v.19, p. 237

21 القرآن، 34:4

Al-Qur'an, 4:34

22 ایضا، 35:4

23 Dissolution of Muslim Marriage Act 1939, Section 2(1)

24 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج8، ص313

Kāsānī, Badā'i' Al-ṣanā'i' v.8, p.313

25 خرشی، محمد بن عبداللہ، شرح مختصر الخلیل، (دار الفکر: بیروت)، ج4، ص149-155

Kharshi, Muhammad bin Abdullah, Sharah Mukhtaṣar Khalīl, (Da ul Fikr : Beruit), v.4, p.149-155

26 Dissolution of Muslim Marriage Act 1939, ،section: 2(2)

27 الزحیلی، مصطفی، الفقہ الاسلامی و ادلتہ، (دار الفکر: دمشق)، ج-10، ص398.

Al-Zuhayli, Mustafa , al-Fiqh al-Islami wa adillatuhu, (Dar ul Fikr : Damishq), v.10, p.398

28 طوسی، محمد بن الحسن، المبسوط فی فقہ الامامیہ، (دار الھدی: بیروت)، ص204، الشوکانی، محمد بن علی، السیر الجرار المتدافق علی حدائق الازھار، (دار الکتب العلمیۃ: بیروت)، ص462

Tusi,Muhammad bin Al-Hassan, Al-Mabsūṭ fī fiqh al-Imāmīyya,(Dar ul Kutub Al-Ilmiyyah : Beruit), p.462

29 سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد، المبسوط، (دار المعرفۃ: بیروت)، ج5، ص187

Sarakhsi, Abu Bakr Muhammad ibn Ahmad, Al-Mabsoot, (Dar ul Ma'rifa : Beirut),v.5, p.187

30 تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، (ادارہ تحقیقات اسلامیہ: اسلام آباد)، 327

Tanzeel ul Rehman, Majmua-e-Qawaneen-e-Islam, (Institute of Islamic Research : Islamabad),p.327

31 Dissolution of Muslim Marriage Act 1939, section: 2(2A)

32 Ibid. Section 2(3)

33 Ibid., section 2(4)

34 Ibid., section 2(5)

35 Ibid., section 2(6)

36 Ibid., section 2(7)

37 Munir, Muhammad, The Law of Khul' in Islamic Law and the Legal System of Pakistan (May 24, 2014). LUMS Law Journal (LLJ), vol. 2 (2015), pp. 33-63, Available at SSRN: https://ssrn.com/abstract=2441564 or http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.2441564

38 مفتی منیب الرحمن، تفہیم المسائل، (ضیاء القرآن: لاہور)، ج۴، ص۳۲۹

39 ILR 1944 Lahore 542, AIR 1945 Lahore 51

40 القرآن، 2:229

Al-Quran, 2:229

41 PLD1959 Lahore 566

42 PLD 1967 SC 97

43 PLD1951LHR

44 PLD 1967 SC